بین المذاہب ہم آہنگی میں حائل رکاوٹوں کا جائزہ

A review of obstacles in interfaith harmony

ڈاکٹر نور حیات خان *

ABSTRACT

In contemporary world several efforts have been made to restore the global peace, harmony and co-existence, and still the struggles continue but in vain. There are some serious problems to be addressed in the first phase. Some of these problems, for interfaith harmony and co-existence are associated with political and economical imbalance or injustice, while some of these are related to social and collective values at the world level, particularly in the Muslim society.

In the past, political and economic motives were responsible for wars. It is predicted that in future the situation will remain the same. However Religious extremism and fundamentalism are just slogans of the western world for covring up real economic intentions. Western world particularly Americans promote wars for achievement of economic gains.

This article focuses on the real causes of terrorisim, which is threatening our globe. Moreover it also suggests how to control these issues and help in the restoration of peace and interfaith harmony. The economic, political and social causes have been highlighted in detail. The big powers while talking of helping the developing countries want in reality to exploit economically those countries.

Keywords: interfaith harmony, co-existence, political, economical imbalance, social, intellectual values.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

دورِ حاضر کا انسان بے شمار مسائل کا شکار ہے۔ اس مقالے میں ان کے اسباب اور وجوہات کا جائزہ لیا گیا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی اور بقائے انسانیت میں حائل ہیں۔ ان درپیش مسائل کے تدارک کے لئے تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

اقتصادی اسباب:

معیشت یعنی وسائل رزق کی ترقی میں انسانی معاشرہ کی ترقی کا راز پنہاں ہے اور اس مالیاتی وساطت (Financial Intermediation) سے دنیا کی چہل پہل قائم و دائم ہے۔ جسے قرآن نے قوّامِ حیات اور اور اللہ کا فضل قرار دیا ہے۔ اللہ نے انسانی حیات کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ وہ روحانیات سے مستغنی اور نہ مادیات کے بغیر زندگی سے متمتع ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان دونوں میں توازن قائم رکھنے کے لئے یکساں انتظام فرمایا ہے۔ اور جس معاشرے میں ان اصول وہدایات سے روگردانی پائی گئی ہے، اس کی زندگی تنگ کر دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

انسان جب انعاماتِ خداوندی کے حصول میں حد سے تجاوز کرتا ہے اور معاشی حیوان بنتا ہے تو گزشتہ قوموں کی انجامِ بد سے اللہ نے ان الفاظ میں خبردار کیا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے۔ وہ امن واطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا۔ تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔

لہذا اخلاق وتمدن کی استواری کے لئے معاشی ضروریات اور خواہشات میں اعتدال ضروری ہے جس سے دین ودنیا کی امن وسلامتی وابستہ ہے اور بے اعتدالی، ظلم وزیادتی اور فساد جنگوں کا سبب بنتا ہے گزشتہ جنگوں کی غالب وجہ اقتصادی غلبہ تھا اور آنے والے حالات بھی یہی بتاتے ہیں کہ دنیا کی بدامنی اور فساد، معاشی دہشت گردی ہوگی اور مذہبی انتہا پسندی کا ڈھنڈورا پیٹنا محض بدنامی سے بچنے کا ایک بہانہ ہوگا۔ مغربی دنیا خصوصاً امریکی استعمار جنگوں کو بھڑکا کر انسانوں کے خون سے معاشی آسودہ حالی حاصل کرتی ہے۔ ۱۹۱۴ء میں جب پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو امریکہ کے سونے کے ذخائر کی کل مالیت ۱۵۲۶ ملین ڈالر تھی لیکن جنگ کے اختتام پر ۱۹۱۹ء میں یہ مالیت ۲۸۷۳ ملین ڈالر تک پہنچ گئی تھی۔ یہ تھی وہ بنیاد جس سے امریکی صنعت (اسلحہ) پروان چڑھی تھی۔ امریکی سرمایہ کاروں نے اس جنگ میں باقی تمام روسی طاقتوں سے کہیں زیادہ منافع کمایا[۳]۔

دو سکالر Bill Still & Patrick SJ Carmack لکھتے ہیں: "پہلی جنگ عظیم کے دوران بروخ (Baruch) اور راتھ شیلڈ نے بیس کروڑ ڈالر نفع کمایا"[۴]۔

یہ سرمایہ دار جنگ کو بھڑکانے کے لئے بھاری قرضے دیتے تاکہ سامان حرب وضرب کو وسعت دیکر زیادہ سے زیادہ دولت کما سکیں۔ ان امریکی سرمایہ کاروں نے کروڑوں اربوں ڈالر جیب میں ڈال لئے تھے اور ہر ڈالر میں جنگی ٹھیکوں کی گندگی ملوث تھی، جن سے ہر ملک میں امیر زیادہ امیر ہوئے اور غریب زیادہ غریب، ہر ڈالر کروڑوں انسانوں کی ہلاکت اور زخمیوں کے خون سے پُر تھا۔ اسلام اس قسم کی خون آشامی کو فساد فی ارض قرار دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ﴾[۵]

ترجمہ: اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔

جنگ عظیم اول اور دوم میں لڑنے کی وجوہات میں کوئی مذہبی بنیادیں نظر نہیں آتی، یہ محض اقتصادی غلبہ کی جنگیں تھیں اور اس کے نتیجے میں زور آور ریاستوں کی بندر بانٹ میں اقتصادی کالونیاں بنی

اور تاحال ان کے استعماری جال میں پھنسے ہوئے انسان تباہی اور بدامنی پر مجبور ہیں۔ وسائل کی ناجائز قبضے انسانوں کو خون دینے پر مجبور کرتی ہیں۔ ایکواڈور کے صدر جیمی رولڈوس اور پاناما کے صدر عمر توری جوس ان غارتگروں کے سامنے نہ جھکے تو ان کو عالمی اقتصادی سلطنت کے پروردہ گیدڑوں نے ہلاکت سے دوچار کیا۔ ان عالمی اداروں کے کارندوں کو لاکھوں ڈالر ماہانہ کے وظیفے پر اس لئے رکھا جاتا ہے تاکہ وہ عالمی لیڈروں کو اپنے وسیع نیٹ ورک کا حصہ بنانے پر آمادہ کرے تاکہ وہ اپنی عوام کو نام نہاد جدید ترقی کے نام پر قرض کے جال میں پھنسانے کی ضمانت دے اور اسی طرح ان کمپنیوں کے مالکان حیرت انگیز طور پر دولت مند ہو جاتے ہیں[٦]۔ اور اسی طرح یہ لوگ دوسروں کو آزادی سے محروم کرتے ہیں۔

ان قرضوں کے خطرات کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ نصیحت کی ہے:

((وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ، فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ))[٧]

ترجمہ: قرض نہ لیا کرو کہ اس کے ابتدا میں غم اور اہتمام کرنے کی فکر ہوتی ہے اور آخر میں حرب اور جنگ ہوتی ہے۔

ان عالمی ایٹمی طاقتوں کی ظالمانہ اقتصادی تعاون نے اسرائیل کو ہر قسم ظلم وزیادتی کا جواز فراہم کیا ہے جو نہتے فلسطینیوں کو اپنے آبائی وطن اور ہر قسم کے مذہبی وانسانی حقوق سے زبردستی دستبردار کرانے پر مجبور کرتے ہیں۔ حالانکہ موجودہ دور میں مذہبی آزادی اور حقوق انسانی کے شور کا غلغلہ۔ مشرق وسطیٰ کی بدامنی کے اسباب کا جائزہ لینے سے دیگر اسباب کے علاوہ ایک سبب اقتصادی اغراض کے لئے اس کو زیر کرنے کی کوشش ہے جس کی وجہ سے یہاں بے چینی اور فسادِ عظیم برپا ہے۔ کبھی انگریز استعمار برِ صغیر کے وسائل اور زمین پر قابض، تو کبھی روسی استعمار اپنی اقتصادی غارت گری کے لئے وسط ایشیا کی ریاستوں بشمول افغانستان پر حملہ آور نظر آتا ہے، تو امن عالم رخصت اور یہاں کے باسی اپنے آپ کو مجبور و مقہور پاکر تنگ آمد بجنگ آمد کی تصویر نظر آتے ہیں اور خون دینے پر مجبور ہے۔

قاضی محمد ظفر الحق لکھتے ہیں:

"دلچسپ بات یہ ہے کہ روس جو دنیا کا پانچواں حصہ تیل پیدا کر رہا تھا اس پیداوار کے لئے وسطی ایشیا کے مقبوضہ مسلم ممالک کا مرہون منت تھا" [٨]

صرف باکو (آذر بائیجان) کی یہ حالت تھی کہ یہاں پٹرول پانی کی طرح چشموں سے بہتا ہے۔ بعض چشموں سے سفید تیل اور بعض چشموں سے کالا تیل بہتا ہے۔ یہ روسی آذر بائیجان کی سب سے بڑی دولت تھی جس کو روس ۱۸۷۲ء سے لوٹ رہا ہے۔۱۹۷۳ء کے اعداد وشمار کے مطابق آذر بائیجان کے علاقے سے جو خام تیل حاصل ہو رہا تھا وہ دنیا کی مجموعی پیداوار کا ۲۲ء۷ فی صد تھا اس کے علاوہ یہاں فولاد کی پیداوار کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ پھر زرعی محصولات میں چائے، روئی، چاول، نیچرل ریشم اور پھلوں کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ روس نے اپنی معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے کس طرح مسلم اکثریت والی ریاست آذر بائیجان کے مسلمان کو حرف غلط کی طرح مٹا کر اقلیت میں تبدیل کر دیا، ہزاروں مسجدوں اور مدرسوں کو ویران کر دیا[۹]۔

آج مشرقِ وسطی کی بے قراری اور بدامنی کی وجہ، ایک نئے استعمار کی قیادت میں نیٹو کا بلاد اسلامیہ کے اوپر اقتصادی قبضہ کی کوشش ہے۔ ورنہ ان استعماری طاقتوں کے ورود نامسعود سے پہلے اس قسم کی بدامنی، انتہا پسندی اور دہشت گردی کا وجود نہیں تھا۔ ایسے حالات اور ظالمانہ قبضے کی صورت میں اسلام اسلحہ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ﴾ [۱۰]

ترجمہ: اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔

پورے عالم کا اقتصادی استحصال کے لئے، دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک کی تنظیم G/8 اس لئے بنی ہے تاکہ امریکی قیادت میں سرمایہ دارانہ نظام کی اجارہ داری قائم ہو اور اس مقصد کے لئے اقوام متحدہ کے ساتھ ساتھ دوسری عالمی تنظیموں کو اپنے مفادات کی خاطر اغوا کر لیا گیا ہے[۱۱]۔ لیکن آج خود یورپ اور خاص کر امریکہ کے اندر گلوبلائزیشن کی خوشنما عالمی استحصالی سلطنت اور اقتصادی غارتگروں کے خلاف لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور وال سٹریٹ پر قبضہ کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ عراق پر یلغار کرنے والے خود کویت پر یلغار کرنے کے سازش کے خالق تھے تاکہ پورے خلیجی ریاستوں میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے وسائلِ اقتصاد پر قبضہ کے لئے راستہ ہموار ہو جائے اور ایسا ہی ہوا۔ عراق پر قبضہ برائے تیل القاعدہ اور دوسری تنظیموں کی تخلیق کی ایک بنیادی وجہ اور سبب

ہے۔ اسی طرح وسط ایشیا کی ریاستوں میں قدرتی وسائل پر قبضہ کے لئے افغانستان اور پاکستان میں مداخلت ضروری تھا۔

روزنامہ جنگ لکھتا ہے:

"امریکہ نے اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی جس جنگ کا آغاز کیا اگر اس پر غور کیا جائے تو یہ پٹرول کی جنگ ہے۔ وسط ایشیا کے ملکوں میں پٹرول کے ذخائر پوری دنیا کے ایک سو بیس سال کی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ اس پٹرول کو دنیا تک لے جانے کے لئے افغانستان کی سرزمین اور بلوچستان کی بندرگاہ کی ضرورت ہے۔۔۔ لیکن افغان عوام نے دس سال تک امریکہ کو یہاں ایک انچ پائپ لائن ڈالنے کا موقع بھی نہ دیا"(۱۲)۔

معاشی خود کفالت کے لئے کوشش ہر انسان اور حکومت کا فریضہ ہے لیکن اس کے لئے امریکہ کا ہوس بہت بڑھ گیا ہے جو قارون کی طرح دنیا کے لئے فساد کا سبب بن رہا ہے۔ قول باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾(۱۳)

ترجمہ: اور جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیاوی حصے کو نہ بھول جا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔

۱۸۳۰ء کا واقعہ ہے۔ ریاست کیلاہوں کی بستی ٹینیسی کے باسیوں کی زمین سے سونا دریافت ہوا جو ان ریڈ انڈ ئنز کے لئے تباہی کا باعث بنا۔ امریکہ کے ۲۱ویں کانگریس کے صدر اینڈریو جیکسن کے دباو میں ان کے خلاف جبری بے دخلی "نقل مکانی ایکٹ" پاس ہو چکی تھی اب صدر کا صوابدیدی عمل درآمد باقی تھا۔ سونے کے زمین پر کب تک صدیوں سے اس پر امن بستی کے باسیوں کو برداشت سکتا تھا۔ صدر امریکہ نے آرمی ٹروپس کو تیاری کا حکم دیا اور جون ۱۸۳۸ء میں بذریعہ طاقت بے دخلی کے نتیجے میں "چیروکنز" بستی چشم زدن میں خون سے رنگین ہو گئی۔ ۷ ہزار فوجی مکینوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکاتے ہوئے دریا مسی سپی کے مشرق سے مغرب کی طرف افراتفری میں بچے ماؤں سے اور گھر کے دوسرے افراد ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے۔ کسی کو سامان تک اٹھانے کا موقع نہ

دیا گیا۔ تاخیر اور مزاحمت کرنے والوں کو فوری گولی مادی گئی۔ مہیا کردہ بیل گاڑیوں میں جس کو جگہ نہ ملی وہ پیدل روزانہ اوسطاً دس میل لمبے سفر پر گامزن، نہ تیاری اور نہ زادراہ۔ پیدل چلتے چلتے دوماہ بیت گئے تو بھوک، نقاہت، شدید سردی اور بیماری نے آلیا۔ دو چار قدم پر کوئی ایسا گرتا کہ پھر اٹھ نہ سکا۔ نہ اٹھنے والوں کو بلا تاخیر دفنایا جاتا اور یہ سفر آہوں اور سسکیوں کے ساتھ جاری رہا۔ اور یوں مسی پسی سے اوکلوہاما تک اس طویل راستے (آنسو کی شاہراہ) میں جگہ جگہ قبروں کا سلسلہ وجود میں آتا گیا۔ اس نقل مکانی کے نتیجے میں بننے والی چار ہزار قبروں نے اقوام عالم پر امریکی اندرون آشکارا کر کے جمہوریت اور انسانی حقوق کے امریکی ڈھول کی پول کھول کر رکھ دی(۱۴)۔

ریڈ انڈینز جو اصل باشندے اور عیسائی تھے، خود اپنے ہم مذہبوں نے ان کے ساتھ سونے (Gold) کی ہوس میں یہ سنگ دلانہ سلوک کیا۔ ایسا کرنے والوں سے اگر کوئی یہ توقع رکھے کہ وہ کسی دوسرے ملک کے غیر عیسائی باشندوں کے لئے رحم کا جذبہ رکھتے ہوں گے تو یہ خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں۔ اخباری رپورٹ کے مطابق افغانستان پر جنگ مسلط کرنے کی وجہ بھی اس کے اندر لوہے گیس، تیل اور دیگر معدنیات کے وسیع مقدار میں ذخائر کی موجودگی ہے۔ صرف بامیان میں دو ارب ٹن سے زائد لوہے کے ذخائر ہیں(۱۵)۔

عراق میں بے چینی اور تشدد کے یہی اسباب و محرکات تھے۔

Weapons of Mass Destruction کی موجودگی کے دعویٰ کو انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن نے غلط قرار دیا تھا، لیکن اس حملے سے صدر بش اور اس کے اتحادیوں کا مقصد تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تلاش نہ تھی بلکہ اصل مقصد مشرق وسطیٰ کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنا تھا۔ عراقی فوج اور پولیس کے اداروں کو ختم کر کے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو بے روزگار کر کے بدحالی کا شکار کرایا گیا اور صنعتیں بند کر کے معاشی طور پر تباہ کر کے باغیوں اور دہشت گردوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا اور تعمیر نو کے بہانے بین الاقوامی فنڈز کو غیر ملکی کمپنیوں، خصوصاً ڈک چینی کی ملکیتی اور ماتحت کمپنیوں کو بے تحاشا جنگی نفع پہنچایا گیا(۱۶)۔ ان فوائد کے حصول کے لئے امریکہ کی سرپرستی میں انسانوں کے خون اور اس تباہی کی پیشین گوئی صادق المصدوق ﷺ نے ان الفاظ میں کی ہے:

((يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَإِذَا سَمِعَ بِهِ النَّاسُ سَارُوا إِلَيْهِ فَيَقُولُ مَنْ عِنْدَهُ: لَئِنْ تَرَكْنَا النَّاسَ يَأْخُذُونَ مِنْهُ لَيُذْهَبَنَّ بِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَيَقْتَتِلُونَ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ)) (۱۷)

ترجمہ: فرات سونے کا ایک پہاڑ کھول دے گا پس جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس پر ٹوٹ پڑیں گے پس جو اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم نے لوگوں کو اس میں سے لے جانے دیا تو وہ سب ہی کچھ لوٹ کر لے جائیں گے۔ فرمایا کہ پھر وہ اس پر لڑ پڑیں گے۔ پس ہر سو میں سے ننوے مارے جائیں گے۔

تیل کی دولت کو Black Gold سے پہچانا جاتا ہے اس کو احادیث میں سونے کا پہاڑ اور عربوں کا خزانہ کے نام دیئے گئے ہیں اس خزانے کے حصول کے لئے امریکہ اور اتحادیوں نے آگ برسا کر دھنس جانے اور کپکپی طاری کرنے کا عذاب نازل کیا۔ اتحادی طیارے ۱۹۹۱ء کی جنگ میں بصرہ فوجی چھاونی اور بینکروں اور باقی عراق پر ۴۵ دن تک مسلسل وحشیانہ بمباری کر کے نہ صرف عراق بلکہ ہمسایہ ممالک کے سرحدی شہروں پر بھی لرزہ طاری کر دیتے تھے (۱۸)۔

ایک طرف اگر عراق کی قوت کے خطرے کو اتحادیوں نے تباہ کیا تو دوسری طرف اسرائیل کو تحفظ دینے کے ساتھ عراقی Black Gold کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے امریکہ کو حرام کاری کے کتنے پاپڑ بیلنا پڑے تھے کہ صدام کو ورغلا کر کویت پر آدھمکایا اور تباہی پر مہر جواز ثبت کر کے کتاب مقدس اور سنت نبوی کی پیشین گوئیوں کو ثابت کر دکھایا۔

بائبل میں مذکور ہے: "پھر اس کے بعد ایک اور فرشتہ یہ کہتا ہوا آیا کہ گر پڑا وہ شہر بابل گر پڑا جس نے اپنی حرام کاری کی غضبناک مے تمام قوموں کو پلائی تھی" (۱۹)۔

بابل سے مراد عراق کا پرانا نام ہے اور حرام کاری کے غضبناک مے سے مراد تیل ہے جس کا چسکا تمام قوموں کو لگ گیا ہے اب کیسے ممکن ہے کہ یہ مرضعہ (دودھ پلانے والی) دودھ بند کر دے۔ اور یوں امریکی سرکردگی میں اتحادیوں نے صدام حسین کو حرام کاری کے لئے تختہ مشق بنایا اور پھر عراق میں اتحادیوں کے لئے دمادم مست قلندر کا بازار سج گیا۔ جس کی طرف بائبل نے یوں اشارہ کیا ہے: "پھر بجلیاں اور آوازیں اور گرجیں پیدا ہوئیں اور ایک ایسا بھونچال آیا کہ جب انسان پیدا ہوئے ایسا بڑا اور سخت

بھونچال کبھی نہ آیا تھا۔۔اور بڑے شہر بابل کی خدا کے ہاں یاد ہوئی تا کہ اسے اپنے سخت غضب کی مے کا جام پلائے[۲۰]۔

اتحادی طیاروں نے بصرہ پر ایسی وحشیانہ بمباری کی جس سے نہ صرف عراق بلکہ ہمسایہ ممالک پر بھی لرزہ طاری کر دیتے تھے۔ایسے زلزلوں کی پیشگوئی حدیث سول ﷺ میں ان الفاظ میں ملتی ہے:

((إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا، وَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ: الْبَصْرَةُ أَوِالْبُصَيْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا، أَوْ دَخَلْتَهَا، فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا، وَكِلَاءَهَا، وَسُوقَهَا، وَبَابَ أُمَرَائِهَا، وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيهَا، فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ)) [۲۱]

ترجمہ: بیشک لوگ شہروں کو آباد کریں گے اور بیشک ان میں ایک شہر ایسا ہے جسے بصرہ یا بصیرہ کہا جائے گا پس اگر تو اس کے پاس گذرے یا اس میں داخل ہو تو اس کی رطوبت والی زمین سے بچ کر رہنا اور اس کی کلا (جگہ کا نام ہے) سے اور اس کے بازاروں سے اور اس کے امراء کے دروازوں سے بچتے رہنا۔اور تمہارے اوپر لازم ہے کہ اس کے جنگلات و مضافات کا رخ کرنا اس لیے کہ وہاں زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے، زلزلے واقع ہونے کے عذاب نازل ہوں گے۔

تیل کی اقتصادیات کے شہ رگ پر قبضہ کے لئے جو جادوگری اور حرام کاری اختیار کی گئی، اس کے نتیجے جو خون ناحق انسانوں کا کیا اس پر افسوس بھی نہ کیا۔

بائبل کا بیان ہے:

"اور جو خون اور جادوگری اور حرام کاری اور چوری انہوں نے کی تھی ان سے توبہ نہ کی"[۲۲]

اس پیشین گوئی سے حرام کا تیل چوری کرنا اور اتحادیوں کا اس سے مزے لینا واضح ہے۔ایٹمی ہتھیاروں کا بہانہ اور منصوبہ کا طشت ازبام ہونا اور ٹونی بلئیر کا یہ اقرار کہ " حملہ غلط تھا لیکن پھر بھی اتحادی حق بجانب ہیں" اس سے مراد جادوگری، حرامکاری اور چوری مراد نہیں تو اور کیا مراد ہے؟ اور اسے غلطی مان کر توبہ نہ کرنا، مراد نہیں تو اور کیا ہوگا؟۔بائبل مکاشفہ کا مزید بیان ہے:

"زمین کے بادشاہوں نے ان کے ساتھ حرام کاری کی ہے"[۲۳]

وہ حرام کاری کیوں نہ کریں گے کہ وہ تو اس مے (تیل) کی دولت کے رسیا ہو گئے اس کے بغیر ان کو اپنی موت اور صنعت کی تباہی نظر آتی ہے لہٰذا وہ ہمیشہ حرام کاری، دھوکہ بازی اور چوری سے کام لیتے رہیں گے۔ کیونکہ وہ شدید حبِ مال میں گرفتار ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ (۲۴)

ترجمہ: اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔

مال کی ناجائز کثرت اور محبت عیش و عشرت میں مبتلا کر دیتی ہے۔

مکاشفہ کا بیان یہ ہے:

"دنیا کے سوداگر اس کے عیش و عشرت کی دولت (سے) دولتمند ہو گئے (ہیں)" (۲۵)

تہذیب جدید کے یہ بدمست ہاتھی تیل کی دولت سے رسیا ہو کر دنیا کے خون کا کوئی احساس ہی نہیں رکھتا خواہ دس میں سے نو مریں یا سو میں سے ننانوے۔ ہزار برس پہلے ہونے والی صلیبی جنگوں کے پس پشت یورپ کے تاجروں کا مفاد تھا۔ وہ اپنے سرمایہ کے ساتھ اس جنگ میں اس لئے شریک ہوتے تھے کہ اگر مشرق میں صلیبی ریاستیں قائم ہو گئیں تو ان کو اپنی آزاد تجارت کا موقع ملے گا۔

کروسیڈ کا مصنف لکھتا ہے:

> "اٹلی کے تاجر مشرق میں اپنی تجارتی منڈی قائم کرنے کی خاطر ایسے مشرقی ساحل چاہتے تھے جہاں ان کے تجارتی بیڑے پہنچ کر مشرق کے بازاروں پر چھا جائیں۔ اس غرض سے ان تاجروں نے اپنے بحری جہاز دے کر صلیبیوں کی فوجی نقل و حرکت میں بڑی مدد پہنچائی" (۲۶)

اور یوں تجارت کے بہانے یورپی استعمار کے لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے راستہ ہموار کیا اور بالآخر برصغیر میں برطانوی افواج نے اپنے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اسی طرح چین پر مشہور زمانہ افیم کی جنگیں تجارت ہی کے فروغ کے مقاصد کے لئے برپا کی گئی تھیں۔ اور دورِ جدید کا انسان جس بے چینی اور بدامنی کا شکار ہے۔ اس کی وجہ ایک مشہور روسی نژاد امریکی پروفیسر (۲۷) نے شماریات کی زبان میں امریکہ کا تجزیہ بیس سال پہلے یوں پیش کیا ہے:

☆ امریکہ میں روزانہ کوڑے میں پھینک دی جانے والی ایک لاکھ اسی ہزار ٹن قابل استعمال خوراک سے کرہ ارض کے تین چوتھائی بھوکے افراد کا پیٹ بھرا جاسکتا ہے۔

☆ ایک امریکی شہری اوسطاً روزانہ ایک سو اڑتالیس گیلن پانی استعمال کرتا ہے جبکہ دنیا بھر کی کل آبادی کے لئے تین چوتھائی اوسطاً روزانہ بائیس گیلن پانی میسر ہے۔۲۰۱۵ء کے بعد اقوام عالم کے درمیان نظریات، زمین، مذہب، اقتدار اعلیٰ اور دوسرے مقامات کی بجائے خوراک اور پانی پر میدان کارزار گرم ہوا کریں گے۔

☆ امریکہ کی آبادی کل دنیا کی آبادی کا ۵ فیصد ہے لیکن یہ ۵ فیصد امریکی عالمی وسائل وپیداوار کا ۵۸ فیصد استعمال کررہے ہیں۔اس طرح عالمی آبادی کے ۹۵ فیصد پر حق ملکیت رکھتی ہے۔

☆ امریکہ کے تین سو ارب پتی خاندانوں کے اثاثوں کی مالیت دنیا کی آدھی آبادی کے مجموعی اثاثوں کے برابر ہے جبکہ کسی نامعلوم وجہ سے ارب پتی لوگوں کی تعداد میں اضافہ اور دنیا کی آدھی آبادی کے اثاثوں میں کمی ہورہی ہے۔اگر موجودہ تناسب برقرار رہا تو قریب ۲۰۱۰ء میں ارب پتی خاندانوں کے اثاثے دنیا کی کل آبادی کے ۸۰ فیصد اثاثوں سے تجاوز کرجائیں گے۔

☆ ۵ فیصد امریکی عالمی تیل کی کل پیداوار کا ۲۵ فیصد استعمال کررہے ہیں جبکہ امریکہ کے اپنے تیل کی پیداوار اس استعمال کا صرف ۴۰ فیصد ہے۔امریکہ میں تیل کے محفوظ ذخائر کا تخمینہ ۶۷ بلین بیرل ہے جبکہ اس کی تیل کی سالانہ کھپت تین بلین بیرل ہے۔اس تناسب سے ۲۰۰۷ء میں امریکی تیل کے کنویں خشک ہوچکے ہونگے اور امریکیوں کے لئے اپنی معیشت کا تنفس بحال رکھنے کے لئے انتہائی اقدامات کرنا ناگزیر ہوں گے ان اقدامات میں تیل کے متبادل ذرائع کا فروغ مشرق وسطیٰ میں تیل کے پیداواری ذرائع پر مشترکہ ملکیت کا دعویٰ اور عام امریکی صارف پر پٹرول کی لازمی راشننگ، کوٹہ سسٹم کا نفاذ شامل ہوسکتا ہے[۲۸]۔

اس دور اندیش خاتون نے جو تجزیہ کیا تھا آج کل گلوبل کے حوادث اور خون خرابہ تیل اور دیگر وسائل کے لئے ہیں جس سے امریکی تہذیب اور ٹیکنالوجی کا تنفس بحال ہے۔ بہر حال امریکی تنفس کی بحالی ضروری ہے خواہ تیل سے ہو یا انسانی خون سے۔ یہ تیل ہی ہے جس نے عراق کے لئے تباہی کا سامان کیا، یہاں کے ذخائر ۱۱۲ء۵ارب بیرل تو معلوم ہیں لیکن یہ مقدار ۱۲۰۰ارب بیرل بھی ہو سکتی ہے۔ عراقی پٹرول نکالنے پر دنیا میں سب سے کم اخراجات اٹھتے ہیں یعنی صرف ڈیڑھ ڈالر (فی بیرل) [۲۹]۔

یہ وہ معاشی جنگ ہے جس کے لئے استعماری طاقتیں مشرقی ممالک کو تختہ مشق بنا رہے ہیں ترکی کا اسلامی تشخص ختم کر دیا لیکن آج تک یورپی یونین کی رکنیت کے قریب نہ ہونے دیا اور ۱۹۰۰ء سے شروع ہونے والا ترکی بحران آج ۲۰۱۳ء تک چلتا آرہا ہے۔ پاکستان جو ایک ایٹمی ملک بن چکا ہے اس کی مزید ترقی اور خوشحالی سے روکھنے کے لئے ایک طرف ٹارگٹ کلنگ، ڈرون حملوں اور طالبان کی تخلیق کے ذریعے فسادات تو دوسری طرف بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ اور امریکی تعاون سے لاتعداد ڈیم بنا رہا ہے تاکہ پاکستان کو پانی سے محروم کیا جائے اور ساتھ افغانستان کو بھی دریائے کابل پر ۱۲ ڈیم بنانے پر اکسا رہا ہے تاکہ پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام کو پانی کی نعمت سے محروم کرے۔ پیداوار اور صنعت و بجلی کے لئے تڑپا دے۔ تیسری طرف عالمی طاقتیں خاص کر امریکہ اور IMF اور WB شرح سود میں اضافہ کے ساتھ ساتھ دوسرے اعتراضات اور رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔

مسلم اکثریت کے ملک ہونے کے باوجود بیرونی مداخلت کا شکار ہے۔ اس کی پٹرول عالمی ادارے اور مغربی حکومتیں دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہیں۔ عالمی بینک مختلف ممالک کو عالمی منڈی کے بھاؤ پر فروکت کے چاڈ کو محض ساڑھے بارہ فیصد رائلٹی دیتا ہے جو صریح ظلم ہے۔ اسی طرح مصر نے جب ۱۹۵۶ء میں دریائے نیل پر بنے ہوئے اخوان ڈیم کو اپنی خوشحالی اور ترقی کے لئے بلند اور بہتر کرنا چاہا تو اسرائیل سے یہ رہا نہ گیا اور جب روس نے دوسرے ممالک کے مقابلے میں کم شرح سود ۲ فیصد پر قرض دیا تو مشرق وسطیٰ کے حالات کشیدہ ہوگئے اور فرانس، برطانیہ اور اسرائیل نے مصر پر حملہ کر دیا [۳۰]۔

جان پرکنز نے صحیح کہا ہے کہ "جب یہ اقتصادی غارتگر اپنے منصوبوں میں ناکام ہو کر ناامید ہو جاتے ہیں تو پھر نوجوان مردوں اور عورتوں کو ریگستان میں مارنے اور مرنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے اور جب مخالف ملک ان کے ہاتھوں ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں کو قابو

کر لیتے ہیں تو تعمیر نو کے بہانے ان کو بھاری بھاری قرضوں اور دیگر جالوں میں پھنسا دیتے ہیں اور ان کے ٹھیکے لیکر گلوبل ایمپائر کے پاوں تلے ان کو روند دیا جاتا ہے، جیسا کہ عراق کے ساتھ ہو رہا ہے۔ تباہی کے بعد تعمیر نو کے اربوں ڈالر کے ٹھیکے بیچٹل(Bechtel) اور ڈک چینی(نائب صدر امریکہ) کی کمپنی ہائی برٹن جیسے امریکی کمپنیوں کو مل چکے ہیں" [۳۱]۔

جان پرکنز کی زبان میں گلوبل ایمپائر کی طرف پیش قدمی کا بھید کھلنے لگا ہے۔ یہ قرضے دھوکے، غلامیاور استحصال کی اس اندوہناک داستان کی کوئی تفصیل ہے نہ اس کی کوئی حقیقت۔ بس دنیا بھر میں لوگوں کے دلوں، ذہنوں، روحوں اور وسائل پر کھلم کھلا قبضہ جمانے کی مذموم ترین کاروائیاں اور کوشش ہے۔

ایک امریکی سکالر Mr. Joseph S. Nye نے سچ کہا ہے کہ

"امریکہ کی معیشت اور فوج ایک متشدد طاقت Hard Power میں تبدیل ہو چکی ہے"[۳۲]

سیاسی اسباب:

عربی زبان کا لفظ سیاست، انگریزی زبان کے لفظ Politics سے بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے جو محض شہری وملکی سیاست کے لئے بولا جاتا ہے جو فرانسیسی زبان poles سے ماخوذ ہے [۳۳]۔

اسلام کی نظر میں "سیاست" ایک مقدس فریضہ اور اس کا مقصد عوام کی حالت کو سنوارنا اور اصلاح کرنا ہے۔ سیاست وہ تدبیر ہے جس سے وسائل زندگی میں تنظیم وترتیب اور تہذیب پیدا کیا جا سکے اور افراد معاشرہ کے درمیان باہمی محبت، انس اور اتحاد وتعاون پیدا کیا جائے اور طبقاتی، لسانی، گروہی اور علاقائی ومذہبی منافرت وکشمکش پر قابو پایا جائے۔ ابن خلدون کے الفاظ میں سیاست اور حکومت مخلوق کی نگہداشت اور ان کے مفاد کی حفاظت وضمانت کا نام ہے۔ یہ سیاست خدا کی نیابت ہے، اس کے بندوں پر اسی کے احکام نافذ کرنے کا نام ہے [۳۴]۔ جس کو سمجھانے کے لئے اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا۔

آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، إِنَّهُ سَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ " قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ"

فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمُ الَّذِي جَعَلَ اللهُ لَهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ مَّا اسْتَرْعَاهُمْ))[۳۵]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے جب کوئی نبی وفات پا جاتا تو اس کا خلیفہ ونائب نبی ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ پر پہلے بیعت کرلو اسے پورا کرو اور احکام کا حق ان کو ادا کرو بے شک اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرنے والا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سیاسی افکار کا خلاصہ یہ ہے:

سیاست وہ فن اور حکمت ہے جس کا موضوع فرائض حکومت اور ریاست کا نظم ونسق ہے اور جس کی غرض وغایت مصالح کی حفاظت کرنا اور شہریوں کے باہمی ربط وتعلق کو قاعدے اور قانون کے ذریعے کنٹرول کرنا ہے[۳۶]۔ اور اس بات پر سارے علمائے سیاست (مسلم وغیر مسلم) متفق نظر آتے ہیں کہ سیاست حکومت، اداروں اور افراد معاشرہ کی اصلاح وتہذیب اور تربیت وتنظیم کے علم کا نام ہے۔ لیکن آج امن عالم کی تباہی، عالمی استحصال اور ظالمانہ قبضوں کی قوی اسباب میں سے ایک سبب سیاستِ جمہور اور ناجائز مداخلت ہے۔

پرانے سیاسی غارتگروں کی نئے شکل میں عالمی سیاست کے حوالے صدر بش کی صدارتی تقریر میں دل کی بات زبان پر آہی گئی اور آزادی (Freedom) کو آگ (Fire) سے تشبیہ دی ہے۔ A Fire in the mind of men اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ "آزادی کی جنگ دنیا کے تاریک ترین گوشوں تک پہنچانا" اس کا مشن ہے۔ درحقیقت یہ آزادی نہیں، آزادی کے نام پر دنیا کو آگ اور جنگ کے شعلوں میں دھکیلنے کا خونی کھیل ہے[۳۷]۔

اس ظالمانہ سیاسی رویے کا اظہار صدر بش کے ایک مشیر نے ان الفاظ کیا ہے:

"اب ہم ایک سلطنت ہیں جب ہم کوئی اقدام کرتے ہیں تو ہم اپنے لئے حقائق خود تخلیق کرتے ہیں اور جس وقت آپ اس حقیقت کا مطالعہ کررہے ہوتے ہیں ہم دوبارہ اقدام

کرتے ہیں، جس سے نئی حقیقتیں تخلیق پاتی ہیں۔ہم تاریخ ساز ہیں،اب آپ کا اور آپ
سب کا کام محض یہ رہ جائیگا کہ ہم جو کرتے ہیں،اس کو آپ پڑھتے (اور دیکھتے) رہیں"[۳۸]

۹/۱۱ کے تناظر میں امریکہ میں پاکستانی سفیر سیدہ عابدہ حسین نے اپنے ایٹمی حق کا دفاع کرتے ہوئے کولن پاول سے کہا تھا "جنرل صاحب!ہمارے پاس تو ایک دو ہی فٹ بال ہیں، آپ کے پاس تو ہزاروں بم ہیں"تو جنرل کولن پاول نے رعونت سے یہ جواب دیا "Madam! We are America" محترمہ ہم امریکہ ہیں"[۳۹]۔

سیاسی مداخلت کے اس تناظر میں بش کا"عظیم تر مشرق وسطیٰ" (Greater East Initiative) کا منصوبہ پاکستان سے مراکش تک پھیلے ہوئے اسلامی ملکوں پر مشتمل ہے۔اس منصوبے کا مطلب اس خطے میں مغربی طرز جمہوریت پر مشتمل لادین حکومتوں کا قیام ہے[۴۰]۔سیاسی اغراض کے پیشِ نظر بش اور اس کے اتحادی ۲۰۰۳ء میں ایک لاکھ سے زائد فوج کے ساتھ عراق پر آدھمکے اور امریکی زیر سایہ ایک نیم جمہوری حکومت قائم کی۔امریکی نائب صدر ڈک چینی نے اس جنگ میں شیطان کا کردار ادا کیا ہے جس نے عراق پر ۹/۱۱ سے پہلے حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا تاکہ تیل کے ذخائر پر غلبہ حاصل کیا جا سکے۔ یہودیوں اور مذہبی عیسائیوں نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ ظہور کے حوالے سے بائبل کا حکم ٹھہرایا اور یوں یہ ان کے لئے ایک مذہبی فریضہ بن گیا۔

اپنے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے صدر بش نے کہا:

"مجھے خدا نے کہا ہے کہ میں القاعدہ (افغانستان) پر حملہ کر دوں تو میں نے کر دیا، پھر
خدا نے مجھے کہا کہ صدام (عراق) پر حملہ کرو تو میں نے وہ بھی کر دیا[۴۱]۔

اسی سیاسی ظلم وزیادتی کی شکایت کرتے ہوئے ۲۰۰۴ء میں افغان پلاننگ منسٹر نے مشورہ دیا تھا کہ تقریباً دوہزار NGO's کے دفاتر بند کر دیئے جائیں گے کیونکہ وہ ملکی قوانین کی خلاف ورزیوں میں مصروف ہیں[۴۲]۔

عالمی تجزیہ نگاروں کی رپورٹوں اور تجزیوں کی روشنی میں یہ بات بھی طشت ازبام ہو چکی تھی کہ ٹوئن ٹاورز نہ تو جہازوں کے ٹکرانے سے گرے ہیں اور نہ عراق میں تباہی والا ہتھیار تھا۔یہ محض کاروائی کی شروعات کے لئے بہانے تھے، امریکہ پہلے ہی سے بہر صورت افغانستان و عراق پر حملہ کے لئے تیار تھا۔

ورنہ مختلف تحقیقاتی کمیٹیاں بنائی گئیں، رپورٹیں آتی گئیں لیکن یہ رپورٹیں تباہی پھیلانے والوں کے لئے سد راہ ثابت نہیں ہوئیں۔ ان ہی حقائق کی بنیاد پر بعض برطانوی ارکان رابن کک اور مسز کلئیر شارٹ کابینہ سے مستعفی بھی ہوئے تھے (۴۳)۔

سماجی اسباب:

عالمی امن اور خوشحالی اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری سے سماجی معاملات کا بہت گہرا تعلق ہے۔ کسی بھی قوم کے سماجیات میں دخل دینا اور اس میں بگاڑ پیدا کرنا فساد برپا کرنے کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری شریعت میں اس کے لئے انتہائی سنگین عذاب کی دھمکی دی ہے۔

فرمان باری ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۴۴)

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایک اچھے معاشرے کے لئے خاندان اور فرد کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے معاشرے کے لئے بنیادی اکائی خاندان ہے اور اسلام نے اس خاندان کے نقطہ آغاز کو نکاح کے ایک پروقار اور اخلاقی بندھن سے کرنا ضروری قرار دیا ہے اس پر گواہ لانا بھی لازم قرار دیا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی اور بچوں کے حقوق مقرر کئے ہیں خواہ مذہبی و روحانی ہوں یا معاشی، قانونی اور سماجی ہو۔ مرد کے لئے دیندار عورت ایک نعمت قرار دی گئی ہے اور بنیادی ضروری علم حاصل کرنا مرد و عورت دونوں کے لئے اسلام میں ناگزیر ہے تاکہ علمی اور اخلاقی بنیاد پر استوار ایک مضبوط خاندان اور اسی طرح ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے لیکن مغرب معاشرتی گلوبلائزیشن کی تشکیل کے لئے خاندان کے جزو "عورت" کا سہارا لیا اور اس کو استعمال کر کے "خاندان" اور اس کے تحت آنے والی تمام اخلاقی قدریں پامال کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، تاکہ اسلام نے جو مضبوط قلعہ تعمیر کیا ہے، عورت کے مظلومیت کے

دروازے سے داخل ہو کر منہدم کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں ایک فرانسیسی ماہرہ سماجیات حکومتِ فرانس کو الجزائز کے حوالے سے یہ مشورہ دیتی ہے:

"اگر تم "الجزائر کو ختم کرنا چاہتے ہو، تو عورت ہی ایک راستہ ہے، جو اسلامی اقدار کی محافظ ہے اگر تم اس کو اسلام سے دور کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے مقاصد حاصل کر لئے" (۴۵)۔

آج پوری دنیا میں اقوام متحدہ اور دیگر بڑے بڑے اداروں کی مدد سے خواتین تنظیمیں اس لئے بنی ہیں تاکہ صنف نازک کو ابن آدم کی غلامی سے آزادی دلائے۔ کتنا خوبصورت پروگرام ہے کہ جس کے بہانے اسلامی ممالک میں زناکاری کے لئے راستہ ہموار کیا جارہا ہے جو کسی بھی مذہب میں قابل مؤاخذہ جرم ہے لیکن تہذیب جدید کے دعویداروں اور ملحدین کی بھرپور کوشش ہے کہ مذہبی سماجی قوانین میں ضروری ترمیم کرکے عورت کی آزادی کے بہانے اس رستے بستے خوشحال خاندان کو برباد کر دے۔ اور اب تک کے حقائق اس کی تائید کر رہے ہیں۔ لہٰذا کبھی قاہرہ کانفرنس تو کبھی بیجنگ خواتین کانفرنس (۴۶) کا انعقاد کرکے مرد اور عورت کے آپس میں بداعتمادی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ جبکہ اسلام نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لئے بمنزلہ پوشاک قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (۴۷)

ترجمہ: وہ (عورتیں) تمہارے لئے لباس ہیں اور تم (مرد) ان کے لئے لباس۔

اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے محبت اور رحمت قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (۴۸)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

عورت مرد کے لئے باعث عداوت و بداعتمادی کا نہیں، بلکہ اسے رحمت اور سکون کے لئے اللہ نے تخلیق کیا ہے؛ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾[۴۹]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے

لیکن افسوس! دنیا میں بالعموم اور بلاد اسلامیہ میں بالخصوص خواتین کے حقوق کے نام سے نام نہاد قائم NGOs سالانہ اربوں ڈالر اس نام سے ہڑپ کر کے جھوٹ موٹ اور فساد برپا کرنے کے مصنوعی سالانہ جائزہ رپورٹیں اقوام متحدہ کو پیش کرتی ہیں تاکہ نمک حرامی کے لقب سے بچ جائیں۔ عورت کی نسوانیت اور معصومیت داؤ پر لگی ہوئی ہے اور لادین ممالک میں مشکل سے ہی کوئی کنواری عورت یا لڑکی مل پاتی ہے۔ مختلف جائزوں اور رپورٹوں میں عورت کی جنسی زبوں حالی کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔

جان ایل اسپازیٹو کے مطابق مغربی دنیا کا یہ پروپیگنڈا کہ اسلامی معاشرہ میں عورتیں مظلوم اور مجبور ہیں، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ماڈرن عورت معاشرہ کے لئے مسئلہ بنی ہوئی ہے عفت وحیا سے عاری مغربی خواتین نے عائلی نظام کو درہم برہم کر دیا ہے۔ تہذیب مغرب کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کی مفروضہ مساوات اور اختلاط کی وجہ سے کروڑوں گھرانے ٹوٹ چکے ہیں جہاں لاکھوں بچوں نے دردناک بدسلوکی اور مادری پدری شفقت سے محرومی کے سوا کچھ نہیں دیکھا[۵۰]۔ جبکہ نیوز ویک کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر سال تیس یا چالیس لاکھ عورتوں پر جسمانی تشدد ہوتا ہے۔ ہر اٹھارہ سیکنڈ کے بعد ایک عورت پر جسمانی تشدد کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں مقیم ہر چار عورتوں میں سے تین کم از کم ایک مرتبہ پُر تشدد جرم کا نشانہ بنتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر عورت کی عزت و ناموس کو بچانا ہے تو حضور ﷺ کے عائلی نظام کو لاگو کرنا ہو گا [۵۱]۔

عورت کا ہر طرح سے استحصال کیا جارہا ہے، دفتروں میں خدمت لینا ہو یا ایئر ہوسٹس کی خدمات ہوں، سیل گرل پیشہ ہو یا سر بازار نچوانا اور اشتہار بازی ہو، الغرض عورت ہر مقام پر رسوا کی جارہی ہے۔ جو عزت واحترام اس کو شریعت انبیاء میں دیا گیا ہے وہ تہذیب جدید میں مکمل پامال کیا جا رہا

ہے۔ فحاشی و عریانی اور چکلوں اور قحبہ خانوں میں اس کا ناموس کو تار تار کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں سے ایسے مطالبات کئے جا رہے ہیں، جو ان کے دین و اخلاق اور فطرت کے منافی ہیں۔ اور امن وسکون اور رواداری میں موانع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مسلم ممالک میں Homosexuality (مرد کے مرد سے جنسی تعلقات) اور Lesbianism (عورت کی عورت سے تسکین) کو رواج دینے کا مطالبہ امن عالم اور امن و سلامتی کے لئے باعث خطرہ ہے۔ تاحال غیر مسلم معاشروں میں بھی ہم جنس پرستی کا مسئلہ حل نہیں ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اسلامی ممالک میں اس قسم کے قرآن و سنت سے متصادم قوانین کے اجراء کا مطالبے باعث تصادم اور رواداری اور امن و سلامتی کے راستے میں زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اہل مغرب نے اسلام کے نظام معاشرت کی جس پہلو پر سب سے زیادہ تنقید کی ہے وہ مسلم خواتین کا حجاب ہے کیونکہ بے پردگی ہر قسم کی بے حیائی، بدکاری، عریانی اور فحاشی کا سب سے پہلا دروازہ ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے پردے کی سخت تاکید کی ہے اور اہل ایمان کے بیچ فحاشی و عریانی پھیلانے والوں کو سخت دھمکی دی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ غربی دنیا جس قدر خواتین کے پردے کو نشانہ بناتی ہے اتنی ہی تیزی سے مغربی دنیا میں اسلام پھیل رہا ہے اور آزادی کے اس دور میں ٹونی بلئیر کی سالی[۵۲] کی طرح لاکھوں خواتین اسلام قبول کرتی ہیں اور پردہ اختیار کر رہی ہیں۔ فرانس میں مسلم خواتین کے حلقہ تبلیغ سے متاثر ہو کر ایک دن سو نو مسلم خواتین نے برقعے سلوائے اور شرعی پردہ اختیار کر لیا[۵۳]۔

فلوریڈا انٹرنیشنل یونیورسٹی میں پڑھنے والی ماٹو نے کہا:

"جب میں نے اسلام قبول کیا تو ایسے لگا جیسے پوری دنیا میں میں واحد لاطینی امریکی مسلمان لڑکی ہوں لیکن مجھے حیرت ہوئی جب میرے ارد گرد ایک ہجوم ایسی خواتین کا جمع ہو گیا جو اسلام کے حلقے میں شامل ہو چکی ہیں"[۵۴]

امریکہ میں مسلمان ہونے والے لوگوں کی ایک الگ داستان ہے، ان کے سوالوں کا جواب انہیں امریکی کلچر میں ملا اور نہ اپنے ماں باپ کی طرف سے، کہتے ہیں ہمارا خاندانی نظام کس نے تباہ کیا؟ ہمارے ہاں شرافت اور پاکیزگی کا جنازہ کس نے نکالا؟ ہم میں جرم و گناہ کی آبیاری کس نے کی؟ ہمیں مردوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنا کر، بغیر شادی کے بچے پیدا کرنے، بار بار ساتھی بدلنے اور آخر میں

کلبوں میں رقص کرکے زندگی بسر کرنے پر کس نے مجبور کیا؟ یہ لوگ خصوصاً عورتیں کہتی ہیں کہ جب ہم اپنے پادریوں، ماں باپ اور بڑوں سے کہتیں کہ یہ سب تو اس تہذیب نے کیا ہے جس کے تم گن گاتے ہو تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ پادری کہتا ہے: یہ تو حکومت کا مسئلہ ہے۔ ماں باپ کہتے ہیں: معاشرتی ترقی میں یہ سب ہوتا ہے۔ اور جب اسلام قبول کرتے ہیں تو طعنہ دیا جاتا ہے کہ تم ہسپانوی لاطینی امریکی کلچر سے بغاوت کر رہے ہو[۵۵]۔

یہ ہے حقیقت، تحریکِ حقوقِ نسواں وآزادئ نسواں کی۔ جس کو ایک برطانوی مصنفہ Melanie Phillips نے اپنے ایک مضمون Feminized Britain and the Neutered male "نسوانیت زدہ برطانیہ اور مردانگی سے محروم مرد" میں ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

"آزادئ نسواں کا تصور نیا نہیں لیکن اب اس کے ساتھ جو ایک نیا تصور ابھارا گیا ہے وہ مرد کی خدمت ہے۔ جدید مغربی معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ نوع انسانی کا مذکر ہے۔ انہیں کام اور پیشے کی پروا نہیں، بے روزگار، بے کار اور لڑکیوں اور عورتوں سے چالاکی میں فزوں، یہ نوجوان، لڑکے اور مرد اپنے فطری رجحان یعنی عصمت دری اور غارتگری میں ہر جگہ مصروف نظر آتے ہیں۔ سکول سے نکلتے ہی وہ شراب اور منشیات میں اور دوسرے جرائم میں مشغول اور "گرل فرینڈز" کو قطار اندر قطار اولاد کی نعمت سے بہرہ ور کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔..........."

مصنفہ نوجوانوں کو نصیحت کرکے کہتی ہے:

"اینڈی برن کے رویے سے گریز کریں، جس نے پندرہ سالوں میں بے قید نکاح سے نوکمسن لڑکیوں سے نو بچے پیدا کر لئے، جن کی اس پر ذمہ داری نہیں، کیوں کہ اس کا بوجھ تو حکومت اٹھاتی ہے۔ اب وہ اکتیس سال کا ہے اور کہتا ہے کہ میں صرف بچے پیدا کرنے ہی کے کام آسکتا ہوں اور کوئی بھی کام مجھ سے ہو نہیں سکتا"[۵۶]

آگے یہی مصنفہ کہتی ہے:

"اب انگلستان میں نصف حمل شادی کے بغیر ہی قرار پاتے ہیں۔ خواتین میں آزادی کی یہ لہر کم سن لڑکیوں کو بھی اپنی آغوش میں لے چکی ہے۔ صرف انگلستان میں ہر سال نوے ہزار نوبالغ لڑکیاں (Teenagers) حاملہ ہوتی ہیں اور ۵۶ ہزار بچے پیدا کرتی ہیں"[۵۷]

جب لورین بوتھ مسلمان ہوئی تو مغربی پریس نے اس کے بارے میں بہت کچھ لکھا، تب اس نے کہا:

> " اپنے معاشرے پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ تم عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو۔ صرف برطانیہ میں اوسطاً ہر ہفتے دو خواتین شوہروں اور ساتھیوں کے ہاتھوں قتل ہو جاتی ہیں۔ یہ مسلمان تو نہیں کر رہے ہیں بلکہ مغربی معاشرہ ہے جس نے اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ ساری دنیا میں عورتوں کے ساتھ زیادتی کے مقدمات میں سب سے کم سزائیں یورپ دے رہا ہے۔ کیا ہم اس بارے میں غور کر سکتے ہیں؟ کیا ہمیں عورتوں کے ساتھ اس زیادتی پر بھی غصہ آتا ہے؟" (۵۸)

یہ اعتراف اسلام کے دین فطرت ہونے کا اظہار ہے اور فطرت سے بغاوت کر کے مغرب اپنے معاشرے کی طرح مسلمان معاشرہ اور خاندان تباہ کرنا چاہتا ہے۔ بیجنگ کانفرنس کے پروگرام کا خلاصہ یہ تھا کہ: ننھی معصوم بچیوں کو صغر سنی ہی سے جنسی تعلیم دی جائے، محفوظ شہوت رانی کی اجازت ہو، حمل یا اسقاط حمل کا اختیار ہو، اولادِ زنا کی پرورش مملکت سرانجام دے اور ہم جنس پرست مردوں اور عورتوں کو اس فعل بد کی کھلی چھوٹ دی جائے (۵۹)۔ لیکن چند سال نہیں ہوئے کہ اب خود حکومتِ چین تعلیمی اداروں میں لڑکوں لڑکیوں کی علیحدگی اور ایک دوسرے سے دور رکھنے کے لئے سوچ رہی ہے، کیوں کہ دونوں جنسوں کی اختلاط سے تعلیمی حرج ہو رہا ہے۔ لیکن ان حقائق کے باوجود حقوق نسواں اور آزادئ نسواں کے پس پردہ اسلامی سماجیات اور اجتماعیت کو براہ راست نشانہ تضحیک بنانا سمجھ سے بالاتر اور اسلام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنا قرینِ انصاف نہیں ہے۔ اسلام کو بدنام کرنا اظہار رائے کی آزادی کے دعوؤں پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ اسلام ایک فطری نظام ہے جو انسانی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہے۔ جس نے لورین بوتھ اور عفیفہ (۶۰) جیسی لاکھوں خواتین کو یہ موقع دیا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں جو مغرب کے لئے اصل خطرہ ہے۔ تہذیبِ جدید عورت کے حقوق اور ذات سے کسی دلچسپی کی بنیاد پر حقوق نسواں کی تحریک نہیں چلا رہی ہے۔

اجتماعی اسباب:

آج مغربی مفکرین اس بات کا برملا اظہار کر رہے ہیں کہ اسلام ایک تصور ہے، جو ایک مربوط لیکن مختلف سیاسی، معاشرتی اور مذہبی اجتماعیت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور اس نے مختلف خطوں اور ادوار میں، مقامی، جغرافیائی، سماجی اور سیاسی قوتوں سے اثر پذیر ہو کر مختلف خصوصیات کا اظہار کیا ہے لیکن ان میں سے ہر ایک نے آسانی سے قابل شناخت اسلامی رنگ برقرار رکھا۔

ولفرڈ کانٹویل اسمتھ لکھتا ہے:

"مسلمانوں کی کامیابی ان کے مذہب کی داخلی کامیابی ہے وہ صرف میدان جنگ میں فاتح نہیں ہوتے اور انہوں نے زندگی کے مختلف شعبوں پر ہی اثر نہیں ڈالا بلکہ مقابلۃ مختصر عرصہ میں انہوں نے زندگی کو ایک ایسی مجموعی شکل دینے میں کامیابی حاصل کی جسے تمدن کہتے ہیں۔ اسلامی تہذیب کی تشکیل میں مختلف عوامل جیسے عرب، یونان، شرق اوسط کی سامی تہذیب، ساسانی ایران اور ہندوستانی عناصر نے حصہ لیا۔ مسلمانوں کا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے ان سب عناصر کو ایک ہم جنس طریقہ زندگی میں متحد کر دیا اور اسے مزید ترقی دی، یہ اسلام تھا جس نے اس کی تکمیل کی اور اسے باقی رکھنے کی قوت فراہم کی، زندگی کے ہر رخ کو اس نے اسلامی شکل دی خواہ اس کی ترکیب عناصر کی، کچھ بھی رہی ہو۔ اسلامی طرز زندگی نے معاشرہ کو وحدت و قوت عطا کی، متحد رکھنے والی اس قوت میں مذہبی قانون کو مرکزی مقام حاصل تھا جس نے اپنی طاقت اور متعین دھارے کے ذریعے رسوم و عبادات سے لیکر ملکیت تک ہر چیز کو منضبط کر دیا شرعی قانون نے اسلامی معاشرہ کو قرطبہ سے ملتان تک وحدت عطا کی۔ اس نے مسلم افراد کو بھی وحدت عطا کی اور اس کی زندگی کے سبھی اعمال کو ملکوتی رنگ دیکر بامعنی بنادیا، معاشرہ کو تسلسل دے کر اس نے زمانہ کو بھی وحدت بخشی، سلاطین کا سلسلہ آتا اور جاتا رہا ہے لیکن ان کی حیثیت ربانی احکام کے مطابق کرۂ ارضی پر عمرانی زندگی کی تشکیل کی مسلسل کوشش میں محض ضمنی رہی"[۶۱]

اسلام کی حقانیت اور اثر انگیزی صرف لورین بوتھ اور یو آنے رڈلے[۶۲] تک محدود نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی بے شمار خواتین کے تاثرات یہ ہیں کہ اسلام واحد دین ہے جس میں انسان کے لئے اطمینان اور عزم موجود ہیں۔

مسعودہ سٹین برطانیہ سے تعلق رکھتی ہے، اس کا کہنا ہے:

"درحقیقت دنیا کے کسی بھی مذہب میں انسان کے لئے وہ اطمینان، وہ عزم اور وہ لافانی اقدار موجود نہیں جو اسلام فراہم کرتا ہے اور نہ ہی زندگی بعد موت کا اس سے زیادہ جامع اور بہترین تصور کسی مذہب کے پاس ہے جو اسلام کے پاس ہے"[۶۳]

لاطینی امریکہ کے باشندے سب سے زیادہ اپنے کیتھولک مذہب سے وابستہ ہونے میں معروف ہیں جو گلے میں صلیب لٹکائے نظر آتے تھے لیکن ۱۱/۹ کے بعد ہر امریکن اخبار چیخ رہا ہے کہ ان لاطینیوں کو کیا ہو گیا کہ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ان ہزاروں لوگوں میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے خواتین کی اکثریت ہے اور ہر عمر کی عورتیں اس میں شامل ہیں۔ اسلام سے وابستگی اور اسلامی بیداری کا یہ خطرہ محسوس کرتے ہوئے سابق صدر امریکہ رچرڈ نکسن نے کہا:

"اسلامی بیداری نہ صرف مغرب بلکہ روس کے لئے بھی شدید خطرہ ہے لہٰذا دونوں طاقتیں مل کر اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے سوچیں تاکہ بیلنس آف پاور ہمارے حق میں رہے۔۔۔ مسلمانوں کی خبر لو تاکہ ان میں اسلامی انقلاب کی جو جڑ پکڑ رہی ہے اس کا علاج ہو تاکہ آئندہ چل کر یہ دونوں بڑی طاقتوں کے لئے پریشانی کا سبب نہ بنے"[۶۴]

اور جب اٹلی کے وزیر خارجہ سے دریافت کیا گیا کہ وارساپیکٹ کے بعد نیٹو کو باقی رکھنے کا جواز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "مستقبل میں اسلامی قوتوں کے ابھرنے کا شدید خطرہ ہے اس لئے اس کو باقی رکھنا ضروری ہے"[۶۵]۔ اسی طرح ۱۹۹۰ء میں سکاٹ لینڈ میں نیٹو کے وزرائے خارجہ کے اجلاس میں سابقہ برطانوی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر نے "وارساپیکٹ کے بعد نیٹو کی بقاء اور عدم بقاء" کی بحث سے نیٹو کی توجہ ہٹاتے ہوئے کہا "دنیا سلگتے ہوئے خطوں مثلاً مشرق وسطیٰ میں موجود خطرات سے کامیابی سے نمٹنے کے لئے نیٹو کو اپنی توجہ مرکوز کر کے خود کو مضبوط کرنا چاہئے۔۔۔ بلکہ نیوٹو افواج کو یورپ اور بحیرہ اوقیانوس سے باہر استعمال کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے کیونکہ سرد جنگ ختم ہونے کے بعد دوسری قسم کے خطرات جو کہ اسلامی جارحیت (Islamic Militancy) اور (Non-State Actors) سے اور مختلف علاقوں سے اٹھ سکتے ہیں، ان سے نپٹنا یورپ اور انکی تہذیب کی بقا کے لئے بہت ضروری ہے"[۶۶]۔

جبکہ نیٹو (North Atlantic Organization - established in 1949) کے ایک سیکرٹری جنرل بیوئر سولا، نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "اگرچہ اب کمیونسٹ خطرہ ٹل چکا ہے لیکن اس اتحاد کو چاہئے کہ اب اسلام کے خطرے کے آگے اپنے آپ کو تیار رکھے"(۶۷)۔

سرد جنگ کے بعد یوگوسلاویہ اور کوسوا کے مسئلے میں امریکہ نے سب ٹھکانوں پر نیٹو کے حملوں کا یہ جواز پیش کیا تھا کہ یہ حملے یورپ تک جنگ کے اثرات روکنے کے لئے کئے گئے ہیں لیکن ان حملوں کے بعد سرب فوج نے کوسوا پر مزید حملے اور مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ امریکہ نے مکمل طور پر اقوام متحدہ کے بغیر اس جنگ کو لڑنے کا فیصلہ کیا تھا اور بلا شرکت غیرے نیٹو کے استعمال کی راہ اختیار کی تھی جس میں فرانس بھی شامل تھا(۶۸)۔

اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے بین الاقوامی ماہرین کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ "جب اقوام متحدہ جیسا ایک وسیع ادارہ موجود ہے تو پھر نیٹو تنظیم کی کیا ضرورت باقی ہے؟" (۶۹)۔ نیٹو کو باقی رکھنا فرانسیسی شاہ لوئیس نہم کی وصیت سمجھ لیجئے جب دار ابن لقمان منصورہ سے مسلمانوں کی قید سے رہا ہوا تو اس نے ارباب حل وعقد کو جمع کر کے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے جولائحہ عمل بطور خاص دیا تھا، ان میں: * مسلمانوں کے اندر اختلاف وافتراق کو پیدا کر کے وسیع کرنا۔ * مسلمانوں کی نیک وصالح قیادت کو ناپید کرنا۔ * عالم عرب کی قیادت میں اختلافات اور مزید اس کو گہرا کرنا۔ اور بطور خاص یہ کہا: مسلمان ممالک میں قائم شدہ حکومتی نظاموں کو رشوت، تخریب کاری اور عورتوں کے ذریعے خراب اور تباہ وبرباد کرتے چلے جانا تاکہ اس طرح اس کے جڑوں کو کھوکھلا کر کے انجام کار انہیں زمین بوس کیا جاسکے(۷۰)۔

آج دینی مدارس کے خلاف زہر قاتل مہم اور ان کو دہشت گردی کی فیکٹری اور مجرموں کے جوہڑ قرار دینا اور ناموس رسالت جیسے مقدس قانون کی پامالی مہم، تعلیمی نصاب سے قرآنی آیات کے نکالنے، فیملی سسٹم کو تباہ کرنے کے لئے نام نہاد خواتین حقوق بل کے لئے اسلامی ممالک کے نام نہاد لیڈروں پر دباو اور مطالبات اور پاکستان کے اجتماعی معاملات میں دخل اندازی کی یہ حالت ہے کہ امریکہ نے تعلیمی اصلاحات کے نام سے ۲۰۰۴ء میں بل نمبر HR 4818 کے ذریعے کانگریس سے سو ملین ڈالر

کی مالی امداد کو ۲۰۰۲ء والی تعلیمی اصلاحات کے لئے استعمال کرنے سے مشروط کر دیا تھا اور ایوان نمائندگان کو نوے دن کے اندر اس بات سے مطلع کرنا تھا کہ یہ امداد:

"پاکستان میں سیکولر نظام تعلیم کی توسیع اور بہتری اور پاکستان کے نجی دینی مدارس کے لئے ایک معتدل نصاب تیار کرنے اور نافذ کرنے کی کوشش اس میں شامل ہیں"(۷۱)۔

مسلمانوں کی اجتماعی معاملات میں دخل اندازی کی یہ حالت ہے کہ "عراق پر امریکی قبضہ کے فوراً بعد پہلے سے تیار شدہ نصاب کے مطابق درسی کتب وہاں ۱۰ اپریل ۲۰۰۴ء کو متعارف کر دی گئی تھیں۔ یہ کتب جون ۲۰۰۲ء میں حملے سے ایک سال پہلے تیار کر لی گئی تھیں۔ صدر بش نے پاکستان کے بارے میں اپنے ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں صاف الفاظ میں کہا ہے کہ پاکستان میں نصاب کی تبدیلی میرے مشورے پر امریکی امداد کے تحت کی جارہی ہے اور یہ تجویز ہوا تھا کہ: "ایک ایسا سیکولر نظام تعلیم استوار کرنا جو پاکستان کے دیہی علاقوں کے لوگوں کے بنیاد پرست مدرسوں پر مکمل انحصار کو ختم کر دے" (۷۲)۔

اسی طرح قاہرہ (مصر میں یکم تا ۳ جون ۲۰۰۴ء) میں ایک کانفرنس بنام "تعلیم سب کے لئے" کے عنوان سے منعقد ہوئی۔ عرب ممالک کے بارہ وزرائے تعلیم اور اقوام متحدہ کی ذیلی تنظیموں کے نمائندوں نے بھی اس میں شرکت کی اور تعلیمی نصاب میں کافی تبدیلی لائی گئی تھی۔ کانفرنس کے بعد اعلان قاہرہ جاری کیا گیا کہ اقوام متحدہ کے زیر انتظام اور امریکا کے زیر نگرانی اس قسم کی کانفرنس ۲۰۰۵ء، ۲۰۱۰ء، ۲۰۱۵ء اور ۲۰۲۰ء میں منعقد ہوں گی جن میں یہ دیکھا جائیگا کہ تعلیم و تربیت کے نصابوں میں امریکہ کے حسب منشاء کس قدر تبدیلیاں لائی جاچکی ہیں (۷۳)۔

بین المذاہب ہم آہنگی، امن وسلامتی اور خوشحالی کی دعووں کی حقیقت:

بین المذاہب رواداری اور ہم آہنگی کی کاوشیں اس وقت ثمر آور ہوگی جب انسانوں کی خیر خواہی اور حقوق انسانی کی پاسداری کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں اوران کو ترقی کے حقیقی دوڑ میں شامل کیا جائے، ورنہ ترقی کے نام پر اپنے وسائل ہڑپ کرنا کب تک وہ برداشت کریں گے۔ جن پر دوسری قوموں کی زندگی کا دارومدار ہے بقول جان پر کنز "سچ تو بس یہی ہے کہ ہم جھوٹ کے سہارے زندہ ہیں ۔

جان پرکنز کی اس قول کی صحیح مصداق G-8 کی ۲۰۰۰ء کی وہ کانفرنس تھی جو جاپان میں منعقد ہوئی اور جس پر جاپان نے ۷۶۶ ملین ڈالر خرچہ کیا۔نہ معلوم دوسری حکومت نے اس کانفرنس میں اپنے آنے والے وفود پر کتنا خرچ کیا ہوگا۔یادرہے یہ کانفرنس غربت کے خاتمہ کے لئے منعقد ہوئی تھی جس کے لئے صرف ڈیڑھ ارب ڈالر منظور کئے۔جبکہ کانفرنس پر اربوں ڈالر خرچ ہوئے۔کانفرنس کے لئے ۱۳۰۰۰ افراد جمع ہوئے تھے جن میں ۶۰۰ صرف امریکی اعلیٰ افسر تھے۔اصل بات یہ ہے کہ کانفرنس کے مقاصد کچھ اور تھے اور خفیہ کچھ اور[۷۴]۔

بین المذاہب رواداری اور ہم آہنگی اور عالمی امن وسلامتی کے لئے حقیقی اقدامات کی ضرورت ہے۔محض اداروں کا قیام، مشنریوں کے جال اور این جی اوز کو گلی گلی، شہر شہر اور ملک ملک پھیلانے سے حالات بہتر نہیں بنائے جاسکتے بلکہ مزید ناگفتہ بہ بنائے جارہے ہیں۔ایکشن ایڈ انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے غریب ملکوں میں ہر دوسیکنڈ بعد ایک بچہ بھوک اور بیماری سے ہلاک ہورہاہے۔وسائل سے بھری اس دنیامیں ۸۰۰ ملین افراد بھوکے سوتے ہیں۔اس وقت ۱۰۰ ملین بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ایک منٹ میں ۳ بچے گنداپانی پینے یا غیر صاف موحول میں رہنے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔اسی طرح ہر منٹ میں ۳۰ بچے بھوک سے موت کی آغوش میں جارہے ہیں،اور یہ این جی اوز جنہوں نے ایوانوں تک اثرونفوذ توحاصل کیاہے اور کروڑوں ،اربوں ڈالر لوٹ کر بھی دنیا کے مسائل (ایڈز، غربت وغیرہ) کم نہیں کر سکیں[۷۵]۔

امن وسلامتی،رواداری اور ہم آہنگی کا تقاضاہے کہ ہم انسانوں (بلاتفریق رنگ ونسل ومذہب) کی خیر خواہی چاہتے ہوئے ان کے مسائل کے حل کے لئے حقیقی کوششیں کریں۔انسان اپنی استطاعت بھر جوابدہ ہے۔﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾[۷۶] اگر کسی کی مدد اور مسائل کے حل کے لئے وسائل کسی کے پاس نہیں توکم ازکم اپنے شر پھیلانے سے معاشرہ محفوظ تو رکھ سکتاہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ، وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ))[۷۷]

ترجمہ: میں سے بھلا شخص وہ ہے جس سے بھلائی کی امید کی جائے اور اس سے برائی کا خطرہ نہ ہو اور تم میں سے سب سے برا شخص وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور برائی کا ہر وقت خطرہ لگا رہے۔

لہٰذا بین المذاہب اور عالمی رواداری سچائی ،ایمانداری اور انسانی خیر خواہی کی تعلیمات میں پوشیدہ ہے جس سے عالمی فساد، بگاڑ اور دہشت گردی جیسے پیچیدہ مسائل پر قابو پالیں گے ورنہ ایسے بے شمار کانفرنسیں ہوتی رہیں گی اور بنی آدم امن ،خوشحالی اور رواداری کے لئے ترستا رہے گا۔کیونکہ سیاسی واقتصادی غارتگر غریب کانوالہ چھین کر کروڑپتیوں کوارب پتی بناکر شیطان کے بھائی بنارہے ہیں کیونکہ جب مال کاناجائز جمع ہوناشروع ہوتاہے تو استعمال بھی کثرت سے ناجائز میں ہوتاہے اور ناجائز مال خرچ کرنے والے کو قرآن نے شیطان کابھائی قرار دیاہے:

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۔اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (۴۸)

ترجمہ: فضول خرچی سے مال نہ اُڑاؤ، فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کاناشکرا ہے۔

اور جب ایک طرف غریب اپنے پیٹ کی بھوک مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہو اور دوسری طرف فضول خرچی اور عیاشی کی جارہی ہو تو ٹکراؤ فطری نتیجہ ہے۔

تدارک اور تجاویز:

☆ معاشی خود کفالت کے لئے کوشش ہر انسان اور حکومت کا حق اور فریضہ ہے لیکن اس سلسلے میں ہر ناجائز اقتصادی دوڑ اور اس کے لئے انسانوں کاخون ناحق بند کرنا امن وسلامتی کا باعث بنے گا۔

☆ امن عالم کی تباہی، عالمی استحصال ،ناجائز اور ظالمانہ قبضوں کی قوی سباب میں سے ایک سبب سیاسی مداخلت ہے، جس کی روک تھام ضروری ہے۔

☆ عالمی امن اور خوشحالی اور بین المذاہب ہم آہنگی ورواداری سے سماجی معاملات کابہت گہرا تعلق ہے۔کسی بھی قوم کے سماجیات میں دخل دینااور اس میں بگاڑ پیدا کرنا فساد برپاکرنے کے مترادف ہے۔اس کوروکنابقائے انسانیت کے لئے ازبس ضروری ہے۔

☆ اسلام کے نظام معاشرت اور سماجیات میں رخنہ ڈالنے اور غیر فطری رویوں (ہم جنس پرستی) کو رواج دینے کے مطالبے میں دنیا کی تباہی اور امن عالم وسلامتی کے لئے باعث خطرہ ہے۔ لھذا اس قسم کے رویوں کو ترک کرنا اور روکنا چاہیئے۔

☆ کسی قوم کی تعلیمی اور اجتماعی معاملات میں مداخلت بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری اور بین الاقوامی امن وسلامتی کے منافی اور کھلی جارحیت ہے۔ اس قسم کی مداخلت سے معاشرے میں زبردست بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اس کو بند کرنے میں انسانیت کی بقاء ہے۔

☆ اسلام کے پاکیزہ نظام کے خلاف دنیا کو اکسانا اور بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کی باتیں آپس میں جوڑ نہیں کھاتیں۔ لہٰذا امن عالم اور بقائے باہمی کے لئے ناگزیر ہے کہ ہم انسان اپنے اپنے مذاہب کے دائرہ کار میں رہ کر دوسروں کو برداشت کریں اور مداخلت سے باز آکر دنیا کو امن وآشتی دیں۔

☆ مسلمانوں کو سیاسی وسماجی اور اخلاقی طور پر تباہ کرنا خود مغربی اقوام کے حق میں بہتر نہیں اور ایسا کرنے سے تمام تر ہم آہنگی اور امن ورواداری کی کوششیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

☆ دنیا کی بقاء کے لئے صالح افراد اور حق وسچائی کی اشد ضرورت ہے ورنہ انسان حیوان بن کر دنیا تباہی سے دوچار ہو جائے گی کیونکہ دنیا کی بقاء اور فلاح سامان تعیش کی فراوانی میں نہیں بلکہ اخلاقِ حسنہ کے پروان چڑھانے میں ہے۔ ورنہ ترقی یافتہ ترین ممالک بھی جرائم کنٹرول نہیں کر سکی گی۔ مثلاً:

- امریکہ دنیا کا امیر ترین ملک ہے ۱۹۶۵ء میں یہاں پچاس لاکھ جرائم کئے گئے جبکہ آبادی میں اضافے کی بہ نسبت خطرناک جرائم میں اضافہ کی شرح چودہ گنا زیادہ تھی۔ جرائم میں اضافے کی شرح ۱۷۸فیصد تھی، جبکہ آبادی میں اضافے کی شرح تیرہ فی صد تھی۔
- اس امیر ترین ملک میں ہر بارہ سیکنڈ کے بعد کوئی نہ کوئی جرم سرزد ہوتا ہے، ہر ایک گھنٹے بعد ایک قتل ہو جاتا ہے۔ ہر ۲۵ منٹ کے بعد زنا کا واقعہ ہو جاتا ہے۔ ہر ۵ منٹ کے بعد ایک ڈاکہ پڑتا ہے اور ہر ایک منٹ کے بعد ایک کار چوری ہوتی ہے[۷۹]۔
- جبکہ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر پانچویں عورت زنا بالجبر کا شکار ہو جاتی ہے اور امریکی وزارت دفاع کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی

ملٹری اکیڈمیز کے اندر جنسی حملوں میں ۶۰ فیصد اضافہ ہوا ہے جو ایک تشویش ناک صورتحال ہے[۸۰]۔ بلکہ آج کل امریکی فوجی افسروں کے لئے یہ معمول کا مسئلہ ہے، جو آئے روز کے اخبارات کا موضوعِ سخن بنا رہتا ہے۔

مختلف رپورٹوں اور تجزیوں سے ترقی یافتہ دنیامیں بڑھتے ہوئے جرائم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جدید امریکہ کے ایک مایہ ناز سکالر (ممتاز جج آرتھر ملر) کا کہنا ہے: نوجوانوں کے یہ جرائم صرف سرمایہ دارانہ معاشرے کا ہی نہیں بلکہ اشتراکی معاشرت کا بھی المیہ ہے۔ یہ غربت کے پیدا کردہ نہیں بلکہ خوشحالی اور دولت مندی کے باوجود موجود ہے۔ نہ یہ مسئلہ نسلی، نہ ترک وطن اور نہ خالص امریکی مسئلہ ہے بلکہ یہ ٹیکنالوجی کا نتیجہ ہے جو کہ انسان کا مرتبہ بحیثیت انسان گرا دیتی ہے اور اسے حقیر بنا دیتی ہے[۸۱]۔

ان حقائق کی روشنی میں عہد حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی ورواداری پر زور دینے کے ساتھ ساتھ اس کے بنیادی اسباب اور وجوہات کی نشاندہی انتہائی ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بنیادی مسائل کی حل کے لئے حقیقی اقدامات کرنا ہوں گے۔ محض اداروں کا قیام، مشنریوں کے جال اور این جی اوز کو گلی گلی، شہر شہر اور ملک ملک پھیلانے سے حالات بہتر نہیں بنائے جا سکتے بلکہ مزید ناگفتہ بہ بنائے جا رہے ہیں۔ آج کل کے دور میں معاملہ صرف سفارشات اور تجاویز تک رہ گیا ہے، عملاً کچھ نہیں کیا جاتا، بلکہ درپردہ مسائل کو الجایا جاتا ہے۔ لہذا دورِ حاضر کے مسائل کی حل کے لئے مخلصانہ کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے، تا کہ بین المذاہب رواداری، ہم آہنگی اور عالمی امن وسلامتی کو یقینی بنایا جا سکیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱) سورۃ طہٰ:۱۲۴

۲) سورۃ النحل: ۱۱۲

۳) سیال، عمر حیات عاصم، عالم اسلام خطرات وامکانات، ندوۃ العلم کراچی، ۲۰۰۸ء، ص:۵۸

۴) Bill Still &Patrick SJ Carmack, The money Masters, P: 32

۵) سورۃ المائدہ:۳۲

۶) جان پر کنز، اقتصادی غارتگر، اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی ،۲۰۰۸ء، ص:۱۰

۷) مالک بن انس، المؤطا، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، ضاحیۃ الکویت، ۱۹۹۸ء، ص:۲/۲۲۹

۸) قاضی محمد ظفر الحق، مشرق وسطیٰ کی صورتحال، الصفہ دار النشر ۲۰۰۴ء ، ص:۴۰

۹) سجاد احمد (ڈاکٹر)، اسلام کا روشن مستقبل، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص: ۴۷

۱۰) سورۃ الحج: ۳۹

۱۱) یاسر ندیم (مولانا)، گلوبلائزیشن اور اسلام، طبع: دارالاشاعت: کراچی۔ ۲۰۰۴ء، ص:۵۲

۱۲) روزنامہ جنگ، ص:iv، 25جولائی ۲۰۱۱ء

۱۳) سورۃ القصص: ۷۷

۱۴) مفتی ابولبابہ، شاہ منصور، ہسپانیہ سے امریکہ تک، طبع: الفلاح: کراچی۔۲۰۰۸ء، ص:۲۰۰

۱۵) روزمانہ آج، دہشت گردی یامعاشی جنگ کب ختم ہوگی؟، ۲دسمبر ۲۰۰۹ء

۱۶) Manzoor Alam, War on Terrorism or American Strategy for Global Daninan: Islamic Perspective on Afghan-Iraq War, P: 237, Vantage Press, New York, America.

۱۷) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفتن، دارالحدیث: قاہرہ، مصر، ، حدیث نمبر ۵۴ ۲۸

۱۸) مشرق وسطیٰ کی صورتحال، ص:۹۹

۱۹) یوحنا: ۸ : ۱۴ ، بائبل، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۲۰۰۷ء

۲۰) یوحنا: ۱۶ : ۱۸- ۱۹

۲۱) سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر ۹۱۳

۲۲) مکاشفہ یوحنا : ۲۱:۹

۲۳) مکاشفہ : ۱۸: ۳

۲۴) سورۃ العادیات:۸

۲۵) مکاشفہ : ۱۸: ۳

۲۶) عیسائیت کے تعاقب میں، علم و عرفان پبلشر زاردو بازار لاہور۲۰۰۳ء، ص:۶۹۶

۲۷) اس کا نام لانا کلاشنکوف ہے، جو کلاشنکوف رائفل ایجاد کرنے والے روسی جرنیل اور سائنسدان مخائل کلاشن کوف کے خانوادے کی بھتیجی ہے (ہسپانیہ سے امریکہ تک، ص: ۲۲۲)

۲۸) ایضاً ص:۲۲۳

۲۹) ترجمان القرآن، ص:۱۶، اپریل۲۰۰۳ء

۳۰) ترجمان، ص:۹ ے، مارچ۲۰۰۸ء۔ روزنامہ جنگ، سنڈے میگزین، ص:۴، اتوار ۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء

۳۱) اقتصادی غارتگر، ص:۲۱۹، ۲۱۸، ۱۲۵

۳۲) فیض احمد شہابی، عیسائی یہودی این جی اوز گٹھ جوڑ، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ۲۰۰۵ء، ص:۲۲

۳۳) ابن القیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، طبع مصر ۱۹۶۱ء، ص:۱۵، اعلام الموقعین، مطبعہ المصریہ، ص: ۴/ ۴۶۰

۳۴) مقدمہ ابن خلدون، طبع: بیروت، ص:۱۱۳

۳۵) صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر ۲۷۶، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حدیث نمبر ۶۹۶۰، شعیب الأرنؤوط وآخرون، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولى، ۱۴۲۱ ھ ۲۰۰۱ ء۔

۳۶) اسلامی سیاست، ص:۲۵، ۲۴

۳۷) ترجمان القرآن، ص:۹، مارچ۲۰۰۵ء

۳۸) امریکی صحافی Ron Suskind، لندن اخبار "دی گارڈین" ۱۸ فروری ۲۰۰۵ء

۳۹) ترجمان القرآن، ص:۹، ۱۰، مارچ۲۰۰۵ء

۴۰) عیسائی یہودی این جی اوز گٹھ جوڑ، ص:۲۴

۴۱) War on Terrorism,P:13

۴۲) عیسائی یہودی این جی اوز گٹھ جوڑ، ص:۲۴، ۲۵

۴۳) War on Terrorism, P:99

۴۴) سورۃ النور:۱۹

۴۵) رسالہ الشقائق، عدد ۶۸، صفر ۱۴۲۴ھ

۴۶) حقوق نسواں کے لئے ایک عرصے سے کام ہو رہا ہے اور کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں، ان میں چند ایک یہ ہیں۔

انسانی حقوق کمیشن ،۱۹۴۶ء۔ پہلی عالمی خواتین کانفرنس،۱۹۷۵ء، میکسیکو۔ مساوات ترقی اور امن، سیڈا کنونشن ۱۹۷۹ء۔ ملازمت کا حق اور مواقع ۔یکساں حقوق کا حق ۔خواتین عالمی کانفرنس،۱۹۸۰ء، کوپن ہیگن۔خواتین عالمی کانفرنس،۱۹۸۵ء، نیروبی۔ویانا کانفرنس ۱۹۹۳ء۔خواتین کے انسانی حقوق۔ قاہرہ کانفرنس ۱۹۹۴ء۔ جنسی معاملات، ہر دو اصناف کے جنسی تعلقات کا حق ۔بیجنگ کانفرنس / اعلامیہ ۱۹۹۵ء۔ معاشی آزادی و خود مختاری۔خواتین عالمی کانفرنس،۲۰۰۰ء، نیویارک۔خواتین عالمی کانفرنس،۲۰۰۵ء، نیویارک

۴۷) سورۃ البقرۃ:۱۸۷

۴۸) سورۃ الروم:۲۱

۴۹) سورۃ الاعراف:۱۸۹

۵۰) جان ایل اسپازیٹو، اسلام اور صراط مستقیم، طبع: آکسفورڈ یونیورسٹی، ۱۹۹۲ء، ص:۹۴

۵۱) نیوز ویک، عورت حملے کی زد میں، ۱۶ جولائی ۱۹۹۰ء

۵۲) اصل نام لورین بوتھ اور ۲۰۱۰ء میں اسلام قبول کر چکی ہے، اور برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیر کی سالی ہے۔

۵۳) فریحہ، سیف اللہ ربانی، ہم کیوں مسلمان ہوئیں؟، ادارہ مطبوعات خواتین: لاہور۔ ۲۰۰۰ء ص:۳۷۹

۵۴) مخدوم زادہ، ابو محمد، ہم مسلمان کیسے ہوئے، طبع: مشتاق بک کارنر، لاہور، ص:۴۰

۵۵) اوریا مقبول جان، حرف راز، نوائے وقت، ۱۶ جون ۲۰۰۶ء

۵۶) ترجمان القرآن، ص:۶۲، اگست ۲۰۰۳ء

۵۷) ایضا، ص:۶۶

۵۸) جہاد کشمیر، راولپنڈی، دسمبر ۲۰۱۰، جنوری ۲۰۱۱ء

۵۹) ترجمان القرآن، ص:۶۵، مئی ۲۰۰۵ء۔

۶۰) اصل نام پریتی ہے، ۱۹۸۸ء میں مسلمان ہوئی ہے، ہندوستان کی ۲۲ سالہ ہاکی کھلاڑی ہے۔ (ترجمان القرآن، جون ۲۰۰۱ء)

٦١) Wilfred, Cant Hall Smith, Islam is Modern History, P: 36, 37 New York 1957. Hamilton, A.R.Gibb, Studies on Civilization of Islam, p: 3, London, 1962.

٦٢) اسلامی نام، مریم جو، ۹/۱۱ کے بعد طالبان کے دور حکومت میں بھیس بدل کر رپورٹنگ کرتے ہوئے پکڑی گئی بعد ازاں طالبان کے حسن سلوک سے ۲۰۰۱ء میں متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی

٦٣) فرتیج، سیف اللہ ربانی، ہم کیوں مسلمان ہوئیں، طبع: ادارہ مطبوعات خواتین، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص: ۳۴۰، ۳۳۹، (بحوالہ: ہفت روزہ ایشیا، لاہور، شمارہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۹ء)

٦٤) جرنل آف فارن افیئرز، مئی ۱۹۵۵ء

٦٥) نیوزویک، فروری ۱۹۹۱ء

٦٦) روزنامہ جنگ، ۳ جولائی ۱۹۹۱ء

٦٧) Shah Syed Imdad: Implication for The Muslim World, P: 107,Nato's Role in Europe and beyond Journal of European Studies, Area Study Centre for Europe, Karachi,2005, 6.

٦٨) نوائے وقت، ۲۵ اپریل ۱۹۹۹ء۔

٦٩) فاطمہ آغا پاشا، سرد جنگ کے دوران نیٹو کی صورت میں یورپی یونین اور امریکہ کے مابین دفاعی تعلقات۔ مقالہ در معارف مجلہ تحقیق، ص: ۷۷، شمارہ ۱، جنوری۔ جون ۲۰۱۱ء، ادارہ معارف اسلامی کراچی

٧٠) محمد ارسلام بن اختر (مولانا): اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں، طبع: مکتبہ ارسلان کراچی، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۲۱

٧١) ترجمان القرآن، ص: ۱۴، مارچ ۲۰۰۵ء

٧٢) دی نیوز، ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۴ء

٧٣) ایضاً

٧٤) معروف شاہ شیرازی ایڈوکیٹ، تعمیر ملت، ص: ۲۷۹

٧٥) فیض احمد شہابی، عیسائی یہودی این جی اوز گٹھ جوڑ، ص: ۳۶ بحوالہ:
Joseph. S. Nye, The Paradox of American power

٧٦) سورۃ البقرہ: ۲۸۶

٧٧) الترمذی، محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، دارالسلام للنشر والتوزیع: الریاض۔ ۱۹۹۹ء، حدیث: ۲۲۶۳

٧٨) سورۃ بنی اسرائیل: ۲۶، ۲۷

۷۹) علی عزت بیگووچ، اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور، ۲۰۰۴، ص: ۱۲۰، ۱۲۱ (بحوالہ FBI رپورٹ، ۱۹۶۵ء)

۸۰) روزنامہ جنگ راولپنڈی، ص: ۳، ۲۹ دسمبر ۲۰۱۱ء

۸۱) اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش، ص: ۱۲۶

****